جامع الترمذي

وفي آخره

شمائل الترمذي

للإمام العلام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة الترمذي

المحشى

بالحواشي المفيدة القديمة لمولانا المحدث أحمد علي السهارنفوري

مع

العرف الشذي

للعلامة المحدث الكبير مولانا محمد أنور شاه ابن معظم شاه الكشميري

ومعه

نفع قوت المغتذي

للعلامة الشيخ علي بن سليمان الدمنتي البجمعوي المغربي الشاذلي المالكي

وبآخره

التقرير للترمذي

للعلامة الشهير شيخ الهند مولانا محمود حسن مولانا ذو الفقار علي الديوبندي

جلد اول

مکتبہ رحمانیہ

اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Scanned with CamScanner

باب نمبر 1 بغیر پاکی کے نماز :-

حدیث :- لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَیْرِ طُھُوْرٍ

سب کا اجماع ہے کہ فرض ، نفل ، واجب ، سجدہ شکر یا تلاوت یا نمازِ جنازہ ہو یہ سب عبادات بنا پاکی کے کرنا حرام ہے ..

دلیل :-

آیت :-

حدیث نمبر1 :- (مقدمہ بالا)

حدیث نمبر2 :- لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ صَلَاۃَ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰی یَتَوَضَّأَ

فَاقِدُ الطَّھُوْرَیْنِ :-

فاقد الطھورین اس بندے کو کہتے ہیں جسے وضوء کا نہ پانی ملے نا ہی تیمم کی مٹی ملے

احناف :- اس پہ واجب ہے نمازیوں کی سی مشابہت کرے ... یعنی نمازیوں کے افعال بجا لائے اور جب قادر ہو تو اعادہ کرے ...

شوافع :- فی الحال بنا طہارت کے نماز پڑھے پھر اعادہ کرنا لازم ہے .

حنابلہ :- طہارت کے بنا نماز پڑھے اور اعادہ لازم نہیں ...

مالکیہ :- اس بندے سے نماز ہی ساقط ہو جائے گی .

طہارت کا معنی و تعریف :-

- طَہارت (بفتح الطا)

پانی کے ذریعہ پاکی حاصل کرنا :-

- طُہارت (بضم الطا)

جس سے پاکی حاصل کی جائے اسکے باقی ماندہ کو کہتے ہیں :-

- اصطلاحاً :- نجاست حکمیہ یا حقیقیہ کے زوال کو طہارت کہتے ہیں ..

ابواب طہارۃ مقدم کرنے کی وجہ :-

عبادات اپنی اہمیت اور عظمت کے باعث معاملات اور عقوبات سے مقدم ہیں اسلئے نماز کے ابواب کو دیگر پر مقدم کیا ... پھر طہارت کا نماز کی شرط ہونا نص سے ثابت ہے اور شرط طبعاً مشروط پر مقدم ہوتی اسلئے اسے وضعاً (ذکر کرنے میں) بھی مقدم کر دیا .

Mon Tue Wed Thu Fri Sat

Date: __/__/20

پہلی حدیث کا جواب :-

حدیث ابو ایوب انصاری جسمیں ہے کہ (جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کو آئے تو قبلہ کو نہ رخ کرے نا ہی پیٹھ بلکہ مشرق یا مغرب کو منہ کرلو) یہ حدیث قولی ہے اور حدیث ابن عمر فعلی ہے اور قول عمل پر اولیٰ ہوتا ہے کیونکہ فعل خصوصیت یا عذر کا احتمال رکھ سکتا ہے اور دوسرا یہ کہ حدیث ابوایوب حرمت ثابت کرتی ہے جبکہ دوسری حدیث اباحت کو ۔ اور حرمت اباحت پر مقدم ہوتی ہے ...

باب نمبر 8
کھڑے ہو کر پیشاب کرنا

احناف، شوافع :-

بلا عذر کھڑے ہو کر بول کرنا مکروہ تنزیہی ہے ۔ دلیل حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا ہے ۔ کہ تم کو جو بیان کرے نبی اکرم علیہ السلام نے کھڑے ہوتے ہوئے بول فرمایا تم اسکی تصدیق مت کرو...

امام مالک :-

اگر ایسی زمین ہے کہ جہاں چھینٹے اڑ کر پیشاب کرنے والے پر نہ پڑیں تو وہاں کھڑے ہو کر کرنے میں حرج نہیں

Tue Wed Thu Fri Sat

3

Date: __/__/20

باب نمبر 9

قضائے حاجت کے وقت قبلہ کو رخ کرنا یا پیٹھ کرنا :-

فضا و صحراء :-

فضاء و صحراء یا کھلی جگہ میں بغیر کسی آڑ کے قضائے حاجت کرتے ہوئے قبلہ کو منہ کرنا یا پیٹھ کرنا جائز نہیں ہے ۔ یہ بالاتفاق سب کے نزدیک ہے ..

عمارت یا بیت الخلاء :-

احناف :- کے نزدیک فضاء یا صحراء یا عمارت اور بیت الخلاء ہی کیوں نہ ہو رخ کرنا یا پیٹھ کرنا جائز نہیں ہے ... کیونکہ حدیث پاک میں مطلق ممانعت آئی ہے ...

شوافع مالکیہ حنابلہ :- کے نزدیک عمارت یا بیت الخلاء میں اسکی رخصت ہے ...

1) دلیل باب 7 میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں ایک دن حضرت حفصہ کے گھر کی چھت پر چڑھا تو دیکھا کہ نبی کریم علیہ السلام ملک شام کو رخ اور قبلہ کو پیٹھ کرکے قضائے حاجت فرما رہے تھے ...

2) حضرت عبداللہ بن عمر سے اسکے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا (انما ذلک فی الفضاء)

اور جہاں چھینٹے پڑیں وہاں مکروہ ہے۔

امام احمد بن حنبل:-
کراہت اور عدم کراہت دونوں منقول ہیں
راجح یہی ہے کہ اگر تلوث اور لوگوں کے دیکھنے سے
امن ہو تو مکروہ نہیں...

باب نمبر ۹
ڈھیر پر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا

نبی کریم علیہ السلام قوم کے ڈھیر پر کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا...

جوابات:-

۱) یہ حدیث "حدیث عائشہ" سے منسوخ ہے...
۲) اس وقت زانوئے مبارک زخم تھا...
۳) وہاں نجاسات کے سبب بیٹھنے کی جگہ نہ تھی
۴) وہاں فوراً استنجا کر بیٹھنے کا موقع نہ تھا

باب نمبر 11
سیدھے ہاتھ سے استنجاء کرنا

نبی کریم علیہ السلام نے منع فرمایا کہ اپنی شرمگاہ کو سیدھے ہاتھ سے چھوئے...

اس حدیث کوئی قید بیان نہیں مگر بخاری و مسلم کی احادیث میں یہ ممانعت خاص قضائے حاجت کیساتھ...

حضرت ابو قتادہ اپنے والد سے مروی ہیں کہ ارشاد فرمایا
"جب تم سے کوئی پیشاب کرے تو اپنے عضو تناسل کو دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے نہ دائیں ہاتھ سے استنجاء کرے"

احناف و شوافع:- کے نزدیک اس باب کی حدیث مقید ہے قضائے حاجت کیساتھ.. اسکے علاوہ اوقات میں چھونا بالکل جائز ہے..

مالکیہ:- قضائے حاجت ہو یا دوسری حالت ہر صورت میں ممنوع ہے... دلیل "لَا يَمَسُّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ" یہ حدیث قضائے حاجت کے معنٰی میں ہے اور مطلق ممانعت کے لئے روایت عثمان غنی ہے.. فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے اپنے دائیں ہاتھ سے رسول اللہ کی بیعت کی ہے نہ گانا گایا نہ اسکی تمنا کی اور نہ دائیں ہاتھ اپنے عضو تناسل کو چھوا...

باب 13۔ پتھر کے ساتھ استنجاء کرنا

اس باب کی حدیث میں 4 چیزوں بیان کی گئی ہیں ..

1) قضائے حاجت کے وقت قبلہ کو رخ کرنا۔
2) دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا۔
3) 3 پتھروں سے کم استنجاء کرنا۔
4) گوبر یا ہڈی سے استنجاء کرنا۔

پہلے 2 تو ما قبل الابواب میں بیان ہو چکے .. دیگر مذکور ہیں ..

صرف پتھر سے استنجاء کرنا کافی ہے یا نہیں ....؟

ائمہ اربعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ استنجاء میں پانی اور پتھر کا استعمال اگرچہ افضل ہے مگر صرف پانی یا پتھر سے بھی استنجاء کر لیا تو یہ بھی جائز اور کافی ہے ..

3 پتھر سے کم استعمال کرنا ...

احناف :- محل نجاست کو صاف کرنا سنت ہے اور

مالکیہ :- اگر 3 سے کم پتھر سے بھی صفائی ہو جائے تو کافی ہے لیکن 3 پتھر کا استعمال مستحب ہے۔ واجب نہیں۔ کیونکہ صفائی ضروری عدد نہیں

حنابلہ :-

2 قول ہیں:

1) یہ ممانعت مطلق ہے ...
2) یہ ممانعت استنجاء کے ساتھ مقید ہے ...

دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا :-

احناف :- بلا عذر کرنا مکروہ تحریمی ہے ..

شوافع حنابلہ :- مکروہ تنزیہی ہے

مالکیہ :- اکثر کا قول ہے مکروہ تنزیہی ہے۔

حنابلہ :- ان دونوں کے نزدیک اگر 3 سے کم میں صفائی
شوافع :- ہو جائے مگر 3 کا استعمال کرنا واجب ہے
اور اگر 3 سے صفائی نہ ہو تو مزید استعمال کرے۔

دلیل۔ (1) نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا (وَلْيَسْتَنْجِ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ)
(2) مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ

ہمارے دلائل :-

(1) حدیث :- جو شخص پتھر سے استنجاء کرے تو طاق عدد میں پتھر استعمال کرے۔ جس نے ایسا کیا تو اچھا کیا اور جس نے ایسا نہیں کیا تو کوئی حرج نہیں۔۔
(یہ حدیث امام ابوحاتم نے روایت کی ہے)

(2) حضرت ابن مسعود نے حضور علیہ السلام کو استنجاء کیلئے 2 پتھر 1 گوبر کا ٹکڑا دیا تو آپ نے پتھر لے لئے اور گوبر کے متعلق فرمایا یہ نجس ہے۔۔ اگر 3 پتھروں کا استعمال واجب ہوتا تو صحابی حضور کو تیسرا پتھر بھی لاکر دیتے۔۔۔

(3) استنجاء سے مقصود صفائی ہے لہذا صفائی ہو جانے کے بعد 3 کے عدد کی شرط بے معنی ہے اور اسی وجہ سے اگر 3 سے صفائی مکمل نہ ہو بالاجماع 3 کے عدد پر زیادتی کی جائے گی کیونکہ صفائی ہی مقصود ہے۔

گوبر اور ہڈی :-

- احناف + شوافع + حنابلہ کے ہاں ہڈی، کھانے اور گوبر سے استنجاء کرنا جائز نہیں مکروہ تحریمی ہے۔۔ حدیث میں منع کیا گیا ہے۔۔
- اور مالکیہ کے ہاں ہڈیوں اور تمام کھانوں اور گوبر مع دیگر نجاستوں سے استنجاء کرنا مکروہ تحریمی ہے جبکہ پاک گوبر سے اور پاک ہڈی سے مکروہ تحریمی نہیں۔

ممانعت کے باوجود گوبر اور ہڈی سے استنجاء کرنا :-

- شوافع اور حنابلہ کے ہاں گوبر و ہڈی سے استنجاء ہوگا ہی نہیں۔
- احناف اور مالکیہ کے ہاں ان چیزوں سے استنجاء کرنے کی صورت میں عین نجاست کا زوال ہو جاتا ہے اگرچہ مکروہ ہے۔ ہاں احناف اور مالکیہ میں فرق یہ ہے کہ مالکیہ استنجاء ہو جانے کیلئے ہڈی اور گوبر کے پاک ہونے کو شرط جانتے ہیں جبکہ احناف نہیں۔

Scanned with CamScanner

Mon Tue Wed Thu Fri Sat

Date: __/__/20

باب ۱۲ پانی سے استنجاء کرنا

پتھر سے استنجاء افضل ہے یا پانی سے :-

آئمہ اربعہ کا اس

بات پر اتفاق ہے کہ نجاست اگر مخرج سے تجاوز نہ کرے تو استنجاء میں پانی یا پتھر دونوں میں سے کسی ایک پر اکتفاء جائز ہے اور دونوں کو جمع کرنا افضل ہے اور کوئی شخص اگر صرف پانی یا پتھر کسی ایک چیز سے استنجاء کرنے کا ارادہ کرے تو پانی پر اقتصار افضل ہے ..

باب ۱۴ قضائے حاجت کیلئے دور جانا

اس حدیث میں ایک ادب بیان ہوا ہے ..

نبی کریم علیہ السلام کے دور جانے کے چند مقاصد ہو سکتے ہیں ..

(۱) حضور اسلئے دور چلے گئے تاکہ کوئی دیکھ نہ سکے .

(۲) کسی ایسی مناسب جگہ کی تلاش میں دور گئے جہاں پیشاب کے قطرے یا چھینٹے بدن یا کپڑوں پر نہ پڑیں ..

(۳) ممکن ہے وہ جگہ گزر گاہ ہو یا سایہ دار یا ایسی جگہ

Tue Wed Thu Fri Sat

Date: __/__/20

باب 13 . 2 پتھروں کیساتھ استنجاء کرنا .

طاق عدد کا استعمال :-

- احناف ، مالکیہ کے نزدیک استنجاء کرتے ہوئے طاق عدد کا استعمال کرنا مطلقا مستحب ہے
- جبکہ شوافع اور حنابلہ کے نزدیک 3 پتھر یا ڈھیلے واجب ہیں اور اس پر زیادتی کی صورت میں طاق عدد مستحب ہے ....

ہو جہاں لوگ ننگے ہوں..

(۴) زیادہ طبی طور پر فائدہ مند ہے..

(۵) شرم و حیا کی وجہ سے..

باب ۱۷ غسل خانہ میں پیشاب کرنا

- احناف :- وضو اور غسل کے مقام پر پیشاب کرنا مکروہ ہے .. یہ مکروہ تنزیہی ہے..

- مالکیہ :- حدیث میں ممانعت تب ہے جب غسل خانہ میں کوئی ایسا رستہ نہ ہو کہ جہاں سے پیشاب باہر بہ جائے

- شوافع :- غسل خانہ میں پیشاب کرنا مکروہ ہے... اور کراہت محل یہ ہے کہ کوئی سوراخ موجود نہ ہو اس جگہ کہ وہاں سے پیشاب اور پانی نکل سکے

- حنابلہ :- پانی جذب کرنے والے اور پختہ ہر طرح کے فرش غسل خانہ میں پیشاب کرنا مکروہ ہے.

باب ۱۶ مسواک کرنا..

مسواک کی شرعی حیثیت :-

علماء کے مختلف اقوال ہیں..

- ہمارے ہاں راجح یہ ہے کہ مسواک کرنا سنت ہے یہاں سنت مؤکدہ اس وقت ہے جب منہ کی بو متغیر ہو جائے.
- اسحاق بن راہویہ کے نزدیک مسواک واجب ہے اور جو جان بوجھ مسواک کو ترک کر دے وہ نماز کا اعادہ کرے کیونکہ ان کی حجۃ کی حدیث ہے (تسوکوا)
- امام شافعی کے ہاں مسواک وضو کی سنتوں میں سے سنت ہے..
- امام مالک کے ہاں مسواک ہر حال میں مستحب ہے یہ سنت اس وقت ہے جب منہ کی بو متغیر ہو جائے.

مسواک سنت وضو ہے یا نماز؟

مسواک ہمارے ہاں وضو کی سنتوں میں سے ہے امام شافعی کے ہاں نماز کی سنت ہے.. ثمرہ اختلاف یہ ہوگا کہ اگر کسی نے نماز ظہر کے وضو میں مسواک کی اور پھر اسی وضو عصر مغرب تک باقی رہا تو ہمارے نزدیک پہلی مسواک ہی تمام نمازوں کیلئے سنت ہے جبکہ امام شافعی کیلئے یہ ہے کہ بندہ ہر نماز کے لئے مسواک کرے

Date: __/__/20

مسواک کی جگہ انگلی کا استعمال :-

- احناف: کہتے مسواک نہ ہو تو انگلی اسکے قائم مقام ہے اور اس صورت میں انگلی سے دانت صاف کرنے پر مسواک کی فضیلت حاصل ہو جائیگی اور اگر مسواک موجود ہو تو انگلی اسکے قائم مقام نہیں ہو سکتی ...
- حنابلہ، شوافع، مالکیہ سے دونوں طرح اقوال منقول ہیں

باب ۱۹ بیدار ہونے کے بعد برتن میں ہاتھ ڈالنا

- امام شافعی :-

کے نزدیک جب کوئی بندہ نیند سے بیدار ہو تو ہاتھ دھونے سے پہلے برتن میں نہ ڈالے یہ مستحب ہے اور یہ دن ہو یا رات ہو کوئی نیند ہو اسکے لئے یہی حکم ہے۔ اگر کوئی پہلے سے بیدار ہے تو یہ حکم اسکے لئے نہیں۔

- امام احمد بن حنبل :-

اس پہ واجب ہے کہ پہلے ہاتھ دوئے اور یہ حکم رات کی نیند کیساتھ خاص ہے

Date: __/__/20

- امام مالک :- ۲ قول ہیں۔

(۱) یہ عمل مطلقاً وضو کی سنتوں سے ہے اگرچہ ہاتھوں کے پاک ہونے کا یقین ہو

(۲) یہ عمل اس شخص کے لئے مستحب ہے جسے اپنے ہاتھوں کے پاک ہونے میں شک ہو

- احناف :-

حدیث میں سو کر اٹھنے والے کیساتھ یہ حکم مقید ہے یہ قید اتفاقی ہے قید احترازی نہیں ہے لہذا کوئی سو کر اٹھے یا پہلے سے بیدار ہو بہرحال استنجاء سے قبل دونوں ہاتھوں کو تین تین بار دھونا سنت ہے۔ اور نجاست کا احتمال ہونے کی وجہ سے یہ سنت مؤکدہ ہو جائیگی۔۔

باب ۲۵ وضو کے وقت تسمیہ

• امام احمد بن حنبل :-

کے ہاں تسمیہ وضو میں واجب ہے۔
دلیل اس باب کی حدیث ہے۔ وضو پر قیاس کرتے ہوئے
غسل اور تیمم میں بھی تسمیہ واجب ہے اگر کوئی بھول
گیا تو ساقط.. وگرنہ طہارت نہ ہوگی۔ دلیل باب کی حدیث ہے

• امام شافعی :-

تسمیہ وضو کی سنتوں میں سے ہے۔۔ حضرت انس
سے مروی ہے.. صحابہ نے وضو کے لئے پانی طلب کیا لیکن نہ ملا
رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا کسی کے پاس سا پانی ہے؟ چنانچہ
پانی لایا گیا تو آپ نے برتن میں اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا
کہ بسم اللہ پڑھ کر وضو کرو .. تو میں نے آپکی انگلیوں کے
درمیان سے پانی کو جوش مارتے دیکھا یہاں تک کہ ۷۰ آدمیوں
نے وضو کیا..

• امام مالک :-

تسمیہ فرض ہے مگر جب بھول جائے تو حرج کو
دور کرنے کیلئے دل کی تسمیہ زبان کی تسمیہ کے قائم مقام ہو
جائے گی .. دلیل .. لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ يُسَمِّ "

• امام ابو حنیفہ :-

تسمیہ نہ فرض ہے نہ واجب ہے۔ دلیل ۱ یہ
ہے کہ آیت وضو مطلق ہے اس میں تسمیہ کی شرط نہیں
ہے لہذا یہ آیت مقید نہیں ہو سکتی جب تک ایسی دلیل
نہ پائی جو اسے مقید کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔
دوسری دلیل ۲ ... وضو کرنے والے مقصود طہارت ہے اور
تسمیہ چھوڑنے سے اس میں کوئی نقص نہیں آتا کیونکہ پانی
دراصل پاک کرنے والا ہے لہذا اسکے پاک کرنے کی صلاحیت
تسمیہ پڑھنے پر موقوف نہیں۔

• امام مالک کی حدیث :-

۱) خبر واحد ہے۔ اور خبر واحد سے آیت قرآن کو مطلق سے
مقید نہیں کیا جا سکتا۔
۲) یہ حدیث کامل وضو کی نفی پر محمول ہے اور یہی سنت ہے

تسمیہ استنجاء سے پہلے پڑھے یا وضوء سے پہلے :-

بسم اللہ سے وضو شروع
کرے اور اگر وضو سے قبل استنجاء کرے تو بھی بسم اللہ کہہ لے
مگر بیت الخلاء جائے یا بدن کھولنے سے پہلے کہے کہ نجاست کی
جگہ اور بعد ستر کھولنے کے زبان سے ذکر الہی منع ہے۔

باب: کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا حکم

وضوء اور غسل میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔۔

- امام مالک، اور امام شافعی :-

یہ دونوں وضوء اور غسل میں سنت ہیں... اگر کوئی وضو غسل میں کلی یا ناک میں پانی نہیں ڈالتا تو اس پر ان دونوں کا اعادہ لازم نہیں ہے۔۔ کیونکہ یہ دونوں سنت ہیں...

- امام احمد بن حنبل :-

کلی اور ناک میں پانی ڈالنا وضو غسل میں واجب ہیں کیونکہ چہرے کو دھونا دونوں میں فرض ہے اور یہ چہرے کا ہی حصہ ہیں۔۔

- امام اعظم :-

غسل میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنا فرض ہے جبکہ وضوء میں سنت ہے۔۔ جنبی اگر غسل جنابت میں کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا بھول جائے اور اسی طرح نماز پڑھ لے تو ہمارے نزدیک اسکی نماز نہیں ہوگی۔۔

باب: ایک ہی چلو سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا

- حنابلہ :-

ایک ہی چلو سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا یعنی ان دونوں کو جمع کرنا مستحب ہے.. اگر کوئی 3 چلوؤں سے کلی کرے اور 3 سے ناک میں پانی ڈالے تو بھی جائز ہے۔

- شوافع :-

← پہلا قول :- ایک ہی چلو سے دونوں کام کرنا اولیٰ ہے حضرت علی نے نبی کریم علیہ السلام کا وضوء کا طریقہ بیان کیا تو ایک ہی پانی سے کلی بھی کی اور ناک میں پانی بھی چڑھایا۔۔

← دوسرا قول :- ان دونوں کو جدا جدا کرے کیونکہ حضرت طلحہ کے دادا کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے کلی اور ناک میں پانی چڑھانے کا عمل جدا جدا چلوؤں سے کیا چونکہ الگ الگ میں زیادہ نظافت ہے اسی لیے اولیٰ ہے

← امام نووی نے دوسرے قول کو اولیٰ کہا ہے۔۔۔ پھر شوافع ناک میں پانی ڈالنے اور کلی کرنے چند کیفیات کو بیان کیا ہے۔۔ افضل کیفیت یہ ہے کہ تین چلو سے کلی کرے اور تین الگ چلوؤں سے پانی چڑھائے۔۔ یہی صورت افضل ہے۔

Scanned with CamScanner

• مالکیہ :-
کے نزدیک شوافع کا ہی دوسرا قول ہے ۔

• احناف :-
متعدد پانیوں سے کلی کرنا اور ناک میں پانی
چڑھانا دونوں سنت مؤکدہ ہے ۔ اور کئی سنتوں پر عمل
مشتمل ہے ۔۔

۱) کلی اور ناک میں ترتیب قائم رکھنا ۔
۲) دونوں افعال 3 بار کرنا ۔ ۔
۳) ہر بار نیا پانی لینا ۔۔
۴) دونوں اعمال دائیں ہاتھ سے کرنا ۔۔
۵) غیر روزہ دار کیلئے مضمضہ اور استنشاق دونوں میں
مبالغہ کرنا ۔۔

ہمارے نزدیک کلی کرنا اور ناک پانی ڈالنا الگ الگ پانی
کیساتھ مسنون ہے ۔

← کیونکہ یہ دونوں الگ الگ عضو ہیں لہذا الگ الگ پانی لیا
جائیگا جیسے دیگر اعضاء میں ۔۔

← اور یہ بھی کہ جنہوں نے رسول اللہ کے وضو کو بیان کیا ہے انہوں
نے ان میں سے ہر ایک عمل کے لئے نیا پانی لیا ہے ۔۔

باب 33 وضوء میں داڑھی کا خلال

اس بارے میں مختلف آراء ہیں ۔۔

• احناف :-
طرفین کے نزدیک مستحب ہے امام ابویوسف
کے ہاں سنت ہے اور یہی راجح ہے

• امام مالک :-
۱) خلال مکروہ ہے
۲) خلال مستحب ہے ⟵ اظہر یہی ہے ۔۔
۳) خلال واجب ہے

• حنابلہ :-
~~مختلف~~ اقوال ہیں ۔۔ مگر اکثر کتب میں داڑھی
کے خلال کو سنت اور بعض میں مستحب لکھا ہے ۔
علامہ شمس الدین نے سنت کو مذہب معروف اور علامہ
علی بن سلیمان نے مستحب کو مذہب صحیح بتایا ہے ۔

• شوافع :-
اکثر کتب میں سنت ہونا ہی بیان کیا گیا ہے

باب مسح کی کیفیت

- **احناف :-**

اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں اور انگلیوں کو تر کرے۔ پھر شہادت کی انگلی اور انگوٹھوں کے علاوہ دونوں ہاتھوں کی 3.3 انگلیوں کے پیٹ سر کے اگلے حصے پر رکھے۔ اور ہتھیلیوں کو سر سے جدا رکھے۔
اب ہاتھوں کو کھینچتے ہوئے سر کی پچھلی جانب لائے پھر ہتھیلیوں کے ساتھ سر کی دونوں جانبوں کا مسح کرتے کر ہتھیلیوں کو کھینچتے ہوئے سر کے اگلے حصے کی طرف لائے۔
پھر انگوٹھوں کے پیٹ سے کانوں کے ظاہری اور شہادت کی انگلیوں سے کانوں کے اندرونی حصے کا مسح کرے اور ہاتھوں کی پشت سے گردن کا مسح کرے۔
حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی روایت ہے۔۔

- **مالکیہ :-**

جہاں سے عادتاً بال اگتے ہیں وہاں سے ابتدا کرے۔ یوں کہ انگوٹھے کے سوا تمام انگلیوں کے کنارے آپس میں ملائے۔۔ اور اپنے سر پر رکھے اور انگوٹھوں کو کنپٹیوں پر رکھے پھر اسکے بعد ہاتھ سے سر کا مسح کرتے ہوئے گدی سے جو سر ملا ہوا ہے اسکے بالوں کے کنارے پر اختتام کرے پھر جہاں سے ابتداء کی تھی واپس وہیں لائے۔

- **حنابلہ :-**

اپنے ہاتھوں کو تر کرے اور پھر شہادت کی انگلیوں کے کنارے آپس میں ملائے اور انہیں سر کے اگلے حصے پر رکھے۔۔ اور انگوٹھوں کو کنپٹیوں پر رکھے۔۔
پھر ہاتھوں کو کھینچتا ہوا گدی تک لائے پھر جہاں سے شروع کیا تھا واپس وہیں لے جائے۔

- **امام شافعی :-**

پورے سر کا مسح کرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ اپنے ہاتھ کو سر کے اگلے حصے پر رکھے اور شہادت کی انگلیوں کو آپس میں ملائے اور انگوٹھوں کو کنپٹیوں پر رکھے پھر انہیں گدی تک لے جائے اس کے بعد جہاں سے ابتدا کی تھی وہیں واپس لے آئے۔ پس لے جانا اور واپس لانا یہ ایک ہی مسح ہے۔۔
یہ مستحب اسکے لئے جسکے بال ایسے ہوں کہ لے جانے اور واپس لانے میں پلٹ جائیں گے اور انہیں تری پہنچ جائے گی۔۔۔
اور وہ جسکے بال نہ ہوں یا اتنے چھوٹے یا اتنے لمبے ہوں کہ پلٹیں گے نہیں تو وہ صرف لے جانے پر اتفاق کرے۔

باب 24 :-

سر کا مسح ایک بار کرنا :-

• احناف :-

پورے سر کا مسح ایک مرتبہ کرنا سنت ہے۔

امام مالک کا موقف بھی یہی ہے اور امام احمد کے ہاں بھی مسح میں تکرار سنت نہیں ہے .. اکثر اہل علم صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے ..

حضرت عبداللہ بن زید نے رسول اللہ علیہ السلام کے وضوء کا طریقہ بیان فرمایا " مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً وَاحِدَةً " بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

حضرت علی فرماتے ہیں .. آپ رضی اللہ عنہ نے وضوء اور سر کا مسح ایک بار کیا پھر فرمایا یہ نبی کریم علیہ السلام کا وضو ہے ... جسے رسول خدا کا وضو دیکھنے کی خواہش ہو تو وہ یہ وضو دیکھ لے ..

• امام شافعی :-

دوسرے اعضاء کی طرح مسح بھی 3 بار کرنا سنت ہے۔ امام ابو داود نے شقیق بن سلمہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے حضرت عثمان بن عفان کو دیکھا انہوں نے 3 بار اپنے ہاتھوں کو دھویا اور 3 بار سر کا مسح کیا .. پھر میں نے رسول خدا کو یوں ہی وضو کرتے دیکھا

باب 25 سر کے اگلے حصے سے مسح کی ابتداء

اس باب کی حدیث میں عبداللہ بن محمد بن عقیل علماء کے نزدیک قوی حافظہ والے نہیں ہیں

نیز حضرت عبداللہ بن زید کی حدیث اصح ہے ..

اور ہمارے نزدیک سر کے مسح میں تکرار نہیں ہے بلکہ سر کا مسح ایک ہی بار مسنون ہے ..

مذکورہ حدیث میں جو ذکر ہے اسکی مختلف توجیہات ہو سکتی ہیں ..

1 استیعاب کے لئے ایک بار ہاتھ آگے سے پیچھے کی جانب لائے اور دوسری بار پیچھے سے آگے کی جانب لائے تو درحقیقت مسح ایک ہی بار ہوا لیکن راوی نے اقبال اور ادبار دونوں کو جدا جدا شمار کرتے ہوئے (مسح برأسه مرتین) سے تعبیر کیا کہ دو بار مسح کیا....

2 ایک بار ہاتھوں کو تر کیا اور پھر اسی تری سے دو بار مسح کیا اور یہ ہمارے نزدیک بھی سنت ہے ..

باب 23

:- وضو کرنے والا سر کے لئے نیا پانی لے گا :-

دوسری دلیل یہ ہے کہ سر طہارت میں اصل ہے لہذا جزء ہے

کی سر کی طہارت میں بھی تکرار مسنون ہے ...

حدیث عثمان بن کا جواب :-

امام ابو داود فرماتے ہیں کہ حضرت

عثمان سے جو صحیح احادیث مروی وہ اس بات پر

دلالت کرتی ہیں کہ سر کا مسح ایک دفعہ ہے کیونکہ وضو

میں ہر عضو کو تین تین بار دھونا بتا کر فرمایا کہ سر کا مسح

کرے اور دیگر ارکان کی طرح اسکا عدد ذکر نہیں فرمایا۔

اور جس حدیث میں 3 بار کا ذکر ہے اسکو یحیٰ بن آدم

نے روایت کیا ہے اور وکیع نے اسکی مخالفت کرتے ہوئے کہا

کہ صرف وضو 3 بار کیا...

اور حضرت عثمان سے صحت کیساتھ ثابت ہے کہ آپ نے 3۔

3 بار وضو کیا اور سر کا مسح کیا.. اور سر کے مسح کے

بارے میں عدد کا ذکر نہیں ...

← اور حضرت عثمان کی جو روایات ہیں وہ صحت کیساتھ

ثابت نہیں جبکہ ہماری روایات صحت کیساتھ ثابت

ہیں۔

اور جن روایات میں ذکر ہے کہ آپ علیہ السلام 3، 3 بار

وضو کیا ان سے مراد یہ ہے کہ مسح کے علاوہ 3، 3

بار وضو کیا۔

Scanned with CamScanner

Mon Tue Wed Thu Fri Sat 1/2 Date: __/__/20__

باب 28 کانوں کا مسح کرنا اندر اور باہر سے

:-

- مالکیہ :-

دونوں کانوں کی دونوں جانبوں یعنی اندرونی اور بیرونی حصوں کا مسح کرنا سنت ہے ..

- حنابلہ :-

کانوں کے اندرونی و بیرونی حصوں کا مسح کرنا واجب ہے کیونکہ یہ دونوں سر کا ہی حصہ ہیں ..

- شوافع ، احناف :-

یہ عمل گزشتہ حدیث کی وجہ سنت ہے

Mon Tue Wed Thu Fri Sat Date: __/__/20__

باب 29

:- کان سر کا حصہ ہیں :-

:- (کانوں کے مسح کیلئے نیا پانی لینا) :-

- احناف :-

کانوں کا مسح سر کے پانی کیا تو سنت ہے کیونکہ فرمایا (الاذنان من الراس) اور حضرت علی فرماتے ہیں
" ان رسول اللہ مسح اذنیہ بماء مسح بہ راسہ "

- شوافع :-

کان کے لئے الگ سے پانی لیا جائے گا یہی سنت ہے ... کیونکہ یہ دونوں منفرد اعضاء ہیں یہ نہ سر کا حصہ ہیں نہ چہرے کا .. لہذا مستقل طور پر الگ سنت ہے کہ ان کے لئے نیا پانی لیا جائے .
کان نہ حقیقی اور حکمی طور پر سر کا حصہ ہیں ..
حقیقی یوں کہ سر بالوں کے اُگنے کی جگہ ہے جبکہ کانوں پر بال نہیں اُگتے .. حکمًا یوں کہ ان پر مسح کرنا سر پر مسح کرنا نہیں کہلاتا . اگر یہ سر کا حصہ ہوتے تو ان پر مسح کرنا سر پر مسح کرنا کہلاتا ...

- مالکیہ :-

سنت ہے کانوں کیلئے نیا پانی لینا .

Scanned with CamScanner

• حنابلہ :-

۲ روایات ہیں ..

(۱) نئے پانی سے کانوں کا مسح کرنا مستحب ہے .

(۲) مستحب نہیں ہے بلکہ سر کے پانی سے ہی مسح کیا جائے گا .

کانوں کے سوراخ کے بارے

مذاہب اربعہ

• احناف :-

وضو کے آداب میں سے ہے کہ کانوں کا مسح کرتے وقت ہاتھوں کی تر چھنگلیوں کو کانوں کے سوراخ میں داخل کرے .

• مالکیہ :-

کانوں کے سوراخوں کا مسح کرنا سنت ہے ..

• حنابلہ :-

یہ عمل مستحب ہے ..

• شوافع :-

جس پانی سے کان کے اندرونی اور بیرونی حصوں کا مسح کیا ہے، کانوں کے سوراخوں کے لئے اسکے علاوہ جدید پانی لے کیونکہ کانوں کے سوراخ، چہرے کے ناک اور منہ کی طرح ہیں تو جس طرح ناک اور منہ کے لئے چہرے کے علاوہ الگ پانی لیا جاتا ہے تو اسی طرح سوراخوں کے لئے ہوگا ...

باب

انگلیوں کے خلال کے بارے میں

احناف اور حنابلہ :-

انگلیوں کا خلال کرنا سنت ہے .. انگلیوں کو انگلیوں میں داخل کرنا اور بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے پاؤں کی انگلیوں سے خلال کرنا سنت ہے ... احناف کے ہاں فرض ہے جب انگلیاں ملی ہوئی ہوں ..

شوافع :-

اگر کسی شخص کی انگلیاں تنگ ہوں یا تہہ بہ تہہ ہوں کہ ان کے درمیان بغیر ملائے پانی نہ پہنچتا ہو تو خلال واجب ہے . اور اگر کشادہ ہوں کہ بغیر خلال کے پانی پہنچ جاتا ہو تو خلال سنت ہے

Scanned with CamScanner

• مالکیہ :-

3 اقوال ہیں۔

1) ہاتھوں کا واجب پاؤں کا مستحب ہے

2) دونوں کا واجب نہیں ہے یہ ابن شعبان کا قول ہے اور یہی ظاہر مذہب ہے۔

3) آپ ہی سے ابن وہب نے خلال کرنے کی طرف رجوع روایت کیا ہے۔

باب

ایڑیوں کے لئے آگ سے ہلاکت

• اہل سنت کے تمام ائمہ کا اجماع ہے کہ پاؤں دھونا فرض ہے اور اسی کا حکم ہے صرف مسح کافی نہیں۔

روافض کے ہاں پاؤں پر مسح کرنا واجب ہے۔

قرآن سے دلیل :-

"فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ"

اسمیں "أَرْجُلَكُمْ" کا عطف "وُجُوهَ" اور "أَيْدِيَ" پر ہے۔

کیونکہ اگر اسے مکسور پڑھیں اور اس سے مسح مراد لیں تو "الی الکعبین" کی قید بے معنی ہو جاتی ہے مسح تو 3 انگلیوں کی مقدار کفایت کرتا ہے ٹخنوں تک لے جانا ضروری نہیں۔

احادیث سے دلائل :-

حدیث :-

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ایک سفر میں نبی علیہ السلام ہم سے پیچھے رہ گئے اور آپ ہمارے ساتھ اس وقت آ کر ملے جب ہماری نماز کا وقت ختم ہونے والا تھا۔ اس وقت ہم وضو کر رہے تھے اور ہم نے اپنے پاؤں پر مسح کرنا شروع کر دیا تو آپ نے 2 یا 3 مرتبہ ندا دی بلند آواز سے کہ ایڑیوں کے لئے جہنم سے ہلاکت ہے۔

حدیث :-

حضرت عمر نے حضرت جابر کو خبر دی کہ ایک شخص نے وضو کیا تو اس نے پاؤں پر ناخن کی مقدار جگہ چھوڑ دی جس کو نبی علیہ السلام نے دیکھ لیا تو فرمایا: واپس جاؤ اور اچھے طریقے سے وضو کرو تو وہ واپس پلٹا پھر اس نے نماز ادا کی۔

حدیث :-

حضرت ربیع کہتی ہیں کہ

"كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يَأْتِينَا فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا"

آثار سے دلائل :-

← حضرت ابراہیم کہتے ہیں

میں اسود سے پوچھا کہ حضرت عمر اپنے پاؤں کو دھوتے تھے؟ تو انہوں کہا جی ہاں وہ یقیناً اپنے پاؤں دھوتے تھے..

← حضرت ابوحیہ کہتے ہیں

میں نے حضرت علی کو دیکھا وضو کرتے ہوئے آپ نے اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک دھویا اور فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا کہ تمہیں تمہارے نبی کا وضو دکھاؤں..

← حضرت حمید کہتے ہیں

میں حضرت انس کو دیکھا اپنے پاؤں کو دھویا کرتے تھے یہاں تک کہ پانی بہنے لگتا..

(روافض کے دلائل کا رد شرح ترمذی ص 462/1 پر سے پڑھ سکتے ہیں)

روافض کے دلائل :-

1 اللہ پاک کے فرمان "وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ" کے اندر (قراءت سبعہ میں ایک قراءت کے مطابق) کسرہ ہے لہذا "ارجلکم" کا عطف ہوگا "برؤسکم" پر... اسلئے سر کیساتھ پاؤں کا بھی مسح کیا جائے گا...

عضو چار طرح کے ہیں

1) دو اعضاء کو دھویا جائے گا۔

2) دو اعضاء کا مسح کیا جائے گا۔

2 حضرت انس کو یہ خبر ملی کہ حجاج نے خطبے میں کہا کہ اللہ نے چہرہ، ہاتھ اور پاؤں دھونے کا حکم دیا ہے۔ حضرت انس نے فرمایا کہ اللہ نے سچ فرمایا اور حجاج نے جھوٹ بولا.. پھر پڑھا "وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ" آپ نے پر مجرور پڑھا...

3 حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ بے شک دو اعضاء دھوئے جائیں گے اور دو کا مسح کیا جائے گا...

4 حضرت علی سے مروی ہے کہ آپ نے وضو کیا تو آپ نے پانی کا ایک چلو لیا اور اسے اپنے دائیں پاؤں پر چھڑکا اس وقت پاؤں میں جوتا تھا پھر آپ نے اسے پاؤں پر مل لیا، بائیں پاؤں پر ایسا ہی کیا

باب 34. 33-32

اعضائے وضو 3 بار دھونا

احناف - شوافع - حنابلہ :

اعضاء وضو کا تین تین بار دھونا

سنن وضو میں سے ہے...

رسول اللہ علیہ السلام ایک ایک بار وضو کیا اور فرمایا

یہ وہ وضو ہے جسکے اللہ پاک نماز قبول نہیں فرماتا...

اور آپ نے دو دو بار وضو کیا اور فرمایا یہ وہ وضو ہے

جسکی وجہ سے اللہ دوگناہ اجر عطا فرماتا ہے....

اور آپ نے تین تین بار وضو کیا اور فرمایا یہ میرا اور

سابقہ انبیاء کا وضو ہے

جس نے اس پر کمی کی یا اضافہ کیا اس نے زیادتی

اور ظلم کیا....

مالکیہ :

وضو میں دوسری اور تیسری اعضاء دھونا

مستحب ہے اور پہلی بار دھونا فرض ہے..

کا مستحب کا فرض

باب 35

بعد وضو ازار پر پانی چھڑکنا

احناف، شوافع اور حنابلہ نے ذکر کیا ہے کہ جو پانی سے

استنجاء کرکے فارغ ہو اسکے لئے مستحب ہے کہ وسوسوں

کو دور کرنے کے لئے شرمگاہ پر یا شلوار پر کچھ پانی

چھڑک لے..

باب 41

وضو کے بعد کی دعائیں

احناف :-

وضو کے آداب سے ہے یہ دعائیں بعد وضو پڑھے

1 سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ
أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

2 أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

3 اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ

مالکیہ :-

مزکورہ دوسری 2 دعائیں مستحب ہے ..

شافعیہ :-

مستحب ہے کہ قبلہ رخ ہوکر مزکورہ دوسری 2 دعائیں پڑھے

حنابلہ :-

آسمان کی جانب منہ کرکے کلمہ شہادت پڑھے اور بعد دوسری دعا پڑھے یہ مستحب ہے

باب 42

وضو کے بعد اعضاء پونچھنا

احناف :-

بعد الوضو رومال سے بدن پونچھنے میں حرج نہیں... روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ایسا کیا کرتے تھے...

حنابلہ :-

اعضاء خشک کرنا مباح ہے...

مالکیہ :-

اعضاء کو نہ پونچھنا مستحب نہیں بلکہ جائز ہے۔

شوافع :-

وضو کا پانی صاف نہ کرنا سنت ہے۔
کیونکہ غسل جنابت کے بعد حضرت میمونہؓ نے رومال پیش کیا تو آپ نے رد فرمادیا...

Scanned with CamScanner

باب

ایک مُد پانی سے وضو

امام اعظم کے نزدیک ایک مُد 2 رطل کا ہے۔

أئمہ ثلاثہ اور امام ابو یوسف کے ہاں 1 رطل اور ایک ثلث رطل ہے.. اور ایک صاع سب کے ہاں 4 رطل کا ہوتا ہے۔

یعنی امام اعظم کے نزدیک ایک 8 رطل کا ہوا..

اور بقیہ کے نزدیک 5 رطل اور ایک ثلث رطل کا ہوا۔

وضو میں پانی کی مقدار :-

اسمیں 3 قسم کی روایات ہیں۔

(1) ایک مد (2) دو تہائی مد (3) ایک تہائی مد

1 :-:...

صحیح مسلم میں ہے کہ نبی علیہ السلام ایک مد پانی سے وضو اور ایک صاع پانی سے غسل فرمایا...

2 :-:..

سنن نسائی میں ہے نبی علیہ السلام نے وضو فرمانا چاہا تو ایک برتن لایا گیا جسمیں 2/3 تہائی مد کی مقدار پانی تھا..

3 :-:..

شرح زرقانی میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن زید [illegible] کو ایک تہائی مد سے وضو کرتے دیکھا..

غسل میں پانی کی مقدار :-

اسمیں بھی 3 قسم کی روایات ہیں..

(1) تقریباً 3 مد (2) ایک صاع (3) 5 مد

4 :-:...

باب ۴۶

ایک وضو سے زیادہ نمازیں

← ائمہ اربعہ کا اجماع ہے کہ ایک ہی وضو سے ایک سے زیادہ نمازیں پڑھ سکتے ہیں ہر نماز کے لئے الگ سے وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جبکہ اصحاب الظواہر کا کہنا ہے کہ ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنا ضروری ہے۔۔

وہ کہتے ہیں کہ فرمان باری تعالیٰ "اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوة" ہے۔ وضو فرض ہے اسکا سبب قیام ہے لہذا جو بھی نماز کے لئے کھڑا ہوگا اسے وضو کرنا ہوگا۔

← ظواہر کا یہ مذہب فاسد ہے کیونکہ فتح مکہ کے دن حضور ﷺ نے ایک وضو سے 5 نمازیں ادا کیں۔۔

حضرت عمر نے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے کبھی پہلے ایسا نہیں کیا تو فرمایا ::: اے عمر میں نے یہ جان بوجھ کر کیا ہے تاکہ تم حرج میں نہ پڑ جاؤ

:- وضو پر وضو کرنا :-

احناف :-

وضو پر وضو مطلقاً مستحب ہے یہی راجح قول ہے ۔۔

شوافع :-

یہ عمل مستحب ہے مگر تب جب پہلے وضو سے کوئی فرض یا نفل نماز پڑھی ہو۔۔

مالکیہ :-

مستحب ہے مگر پہلے وضو سے کوئی عبادت کی ہو جیسے طواف یا نماز

حنابلہ :-

2 قول ہیں ۔۔۔

(1) مستحب ہے۔۔۔

(2) کوئی فضیلت نہیں۔۔

Scanned with CamScanner

باب ٦٩

لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ

اصحاب ظواہر:-

پانی میں نجاست گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا، چاہے جاری ہو یا کھڑا، تھوڑا ہو یا زیادہ، اوصاف بدلیں یا نہیں۔

دلیل اسی باب کی حدیث ہے۔

جمہور:-

کا موقف ہے کہ پانی میں نجاست پڑنے سے اگر پانی کے اوصاف (رنگ، بو، ذائقہ) بدل جائیں یا کوئی ایک وصف بدل جائے تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔۔ اور اگر وصف تبدیل نہ ہو تو اگر ماء کثیر ہو تو ناپاک نہیں ہوگا اور اگر ماء قلیل ہو تو ہو جائے گا۔۔۔

دلیل 1 .... إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يُدْخِلْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يُفْرِغَ عَلَيْهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ

دلیل 2 .... لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ

دلیل 3 .... إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ إِلَّا مَا غَلَبَ عَلَى رِيحِهِ وَطَعْمِهِ وَلَوْنِهِ

دلیل 4 .... إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ

باب ٦٧

عورت کی طہارت کے بچے ہوئے پانی کی کراہت

- **امام شافعی:-**
  ہمارے نزدیک عورت کے بچے ہوئے پانی سے مرد وضو کر سکتا ہے عورت نے اکیلے ساتھ خلوت کی ہو پانی کی ہو... احادیث صحیحہ کی بناء پر کراہت نہیں۔

- **امام احمد:-**
  اگر عورت نے خلوت کی ہو تو مرد وضو نہ کرے... اور جب ایک ساتھ وضو کرے تو حرج نہیں۔

- **مالکیہ:-**
  حائضہ اور جنبی کی طہارت سے جو پانی بچے وہ پاک اور پاک کرنے والا ہے کیونکہ یہ ماء مطلق کی تعریف میں داخل ہے۔

- **احناف:-**
  1) مکروہ تنزیہی
  2) مکروہ تحریمی

باب 5

ماء کثیر کے متعلق

جمہور علماء کے نزدیک اگر پانی قلیل ہے نجاست پڑنے سے ناپاک ہو جائیگا
جبکہ اگر کثیر ہے تو نجس نہیں ہوگا
اب ماء کثیر میں اختلاف ہے جو درج ذیل ذکر کیا گیا ہے

امام مالک :-

پانی کی وہ مقدار جس میں نجاست ملنے سے اسکے
اوصاف تبدیل نہ ہو تو وہ کثیر ہے اگر تبدیل ہو جائیں
یا ایک وصف بھی بدل جائے تو قلیل ہے ..

دلیل :- حدیث :- خُلِقَ الْمَاءُ طَهُوْرًا لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ
إِلَّا مَا غَيَّرَ لَوْنَهُ وَ طَعْمَهُ وَ رِيْحَهُ

امام شافعی، امام احمد :-

پانی 2 قلے کی مقدار یا اس سے زیادہ ہے تو
کثیر ہے اور اگر کم تو قلیل ہے ..
(تفصیل امام شافعی ←) 2 قلے کی مقدار 5 قرب (مشک) ہے
ہر قرب 50 من کا ہوتا ہے تو 2 قلے کی مقدار 250 من ہوئی

دلیل :- حدیث :- إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلْ خَبَثًا

احناف :-

پانی دہ در دہ ہو یا اس سے زیادہ تو وہ کثیر ہے اور
اور اس سے کم ہو تو قلیل ہے ... یہ ابو سلیمان جوزجانی کا قول
ہے اور یہ لوگوں کی آسانی کے لئے ہے ..

جمہور علماء فرماتے ہیں کہ اگر پانی قلیل ہو تو نجس ہو جائے گا
اگر کثیر ہو تو نجس نہیں ہوگا .. اب کثیر احناف کے نزدیک
وہ پانی ہے کہ جسمیں "خلوص" ہو کہ پانی کے ایک حصہ
کو حرکت دی جائے تو دوسری جانب بھی حرکت کرے تو "قلیل
اور حرکت نہ کرے تو "کثیر ہے
شیخین کے نزدیک حرکت کا اعتبار بغیر شدت سے نہانے کا ہے.
امام محمد کے ہاں حرکت کا اعتبار وضو کے ذریعے ہوگا.
ایک روایت میں ہاتھ کا اعتبار ہے..

دلیل :- حدیث :- إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ
فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ
ترجمہ :) اگر ہاتھ ڈالنے سے پانی نجس نہ ہوتا تو نجاست کے وہم
کی وجہ سے ممانعت اور احتیاط نہ کی جاتی ..
اسی وہ روایات بھی ہماری مؤید ہیں جن میں کتے کے
چاٹے برتن کے دھونے کا حکم ہے حالانکہ اس سے رنگ ، بو
اور ذائقہ نہیں بدلتا .
حدیث :- لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ وَلَا يَغْتَسِلَنَّ

فلہ من جنایتہ --- یہ حکم مختلف پانیوں میں فرق کئے بغیر ہے

باب 5

سمندر کا پانی

احناف، مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک احداث اور انجاس کی طہارت کے لئے سمندر کا پانی بلاکراہت پاک ہے اور جائز ہے۔ یہی جمہور صحابہ و تابعین کا مذہب ہے۔

حدیث " هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ ، اَلْحِلُّ مَيْتَتُهُ "

سمندری جانور

احناف:-

تمام سمندری جانور حرام ہیں سوائے مچھلی کے، اسکا کھانا حلال ہے مگر وہ مچھلی جو مر کر الٹی ہو جائے حرام ہے۔

مالکیہ:-

سمندر کے شکار کو بنا ذبح کے کھایا جائے گا۔ تسمیہ کی حاجت نہیں اور جو مچھلی مر کر اوپر تیر رہی ہے اور تمام سمندری جانور حلال ہیں۔۔

شوافع:-

سمندری جانوروں میں مچھلی حلال ہے چاہے جیسے بھی مرے۔ بقیہ میں 3 قول ہیں۔ (1) اصح قول پر وہ بھی حلال ہیں (2) حلال نہیں (3) اگر ان کی مثل خشکی پر کھائے جائیں تو حلال ورنہ نہیں۔۔

حنابلہ:-

تمام سمندری جانور حلال ہیں اس آیت کی وجہ سے۔۔۔ سوائے مینڈک، سانپ اور مگرمچھ کے۔۔

دیگر فقہاء کے دلائل:-

آیت:-

صید کا اطلاق مچھلی کے علاوہ بقیہ سمندری جانوروں پر بھی ہوتا ہے لہذا یہ بات تقاضا کرتی ہے کہ تمام حلال ہوں

حدیث:-

سرکار علیہ السلام سے جس وقت سمندر کے بارے سوال کیا گیا تو فرمایا

آپ نے سمندر کے تمام مردار کو حلال قرار دیا کسی کا فرق نہیں کیا۔۔۔

دلائلِ احناف :-

آیت :-

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ

اس میں خشکی اور تری کے جانوروں کا فرق نہیں کیا گیا۔

آیت :-

يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ

مینڈک، سانپ اور کیکڑا خبائث میں سے ہیں۔

حدیث :-

رسول اللہ علیہ السلام سے مینڈک کے متعلق سوال ہوا فرمایا یہ ایک خبیث جانور ہے۔

باب 54

بچے کا پیشاب

بچے کے پیشاب کے ناپاک ہونے پر اجماع ہے جبکہ پاک کرنے کی کیفیت پر سب کا اتفاق ہے۔

احناف - مالکیہ :-

مذکر ہو یا مؤنث، کھانا کھاتا ہو یا نہیں ان پیشاب ناپاک نجاست غلیظہ ہے.. دھونا ضروری ہے

شوافع - حنابلہ :-

جو بچہ کھانا کھاتا ہو اسکے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی ہے۔ بچی کے پیشاب کو دھونا پڑے گا۔ دلیل اس باب کی حدیث ہے۔

ہمارے دلائل :-

حدیث :- احادیث میں مطلقاً پیشاب سے ممانعت آئی ہے مذکر مؤنث کا فرق نہیں ہے۔

اِسْتَنْزِهُوا الْبَوْلَ فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ

باب 55

حلال جانوروں کا پیشاب

احناف :-
امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک
ناپاک جبکہ امام محمد کے ہاں پاک ہے۔

امام شافعی :-
پیشاب جسکا بھی ہے ناپاک ہے۔

امام مالک :- امام احمد :-
جانوروں کا پیشاب اور لید ان کے گوشت کے
تابع ہے لہذا جنکا گوشت حرام ہے ان کا پیشاب اور
لید حرام ہے اور جنکا حلال ہے ان کا پیشاب اور لید
پاک ہے۔
اس باب کی حدیث ان کی دلیل ہے۔۔

احناف کے دلائل :-
:- شیخین کے دلائل :-
حدیث :- حضرت عمار والی حدیث کہ کپڑے کو 5
وجوہ سے دھویا جائے گا اس میں سے ایک پیشاب بھی ہے
(حلال و حرام جانوروں میں) کوئی فرق کیے بغیر

حدیث :- استنزھوا من البول فان عامۃ عذاب القبر منہ۔۔
یہ حدیث بغیر کسی قید کے بیان فرمائی۔۔

آیت :- وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ۔۔
پیشاب بھی گندگی میں داخل ہے۔۔

حدیث عرینہ :-
1۔ وہ ضرورت کی بنا پر تھا تو اس میں حالت
ضرورت کے علاوہ میں اسکے مباح قرار دینے پر کوئی
دلیل نہیں۔
2۔ نبی علیہ السلام نے وحی کے ذریعے جان لیا تھا کہ اس میں
ان کی شفاء ہے
3۔ آپ علیہ السلام نے جان لیا تھا کہ وہ لوگ مرتد ہو کر
مریں گے۔۔۔ اور یہ بات بعید نہیں کہ کافر کی شفاء
ناپاک چیز میں ہو۔

Date: 22 / 7 /2021

باب 56

ریح سے وضو کے بارے میں

مالکیہ:-

جسے طہارت کا یقین ہو پھر حدث میں شک ہو تو
اس پر وضوء لازم ہے اور اگر حدث کا یقین اور طہارت
کا شک تو پھر بھی وضوء لازم ہے۔

ائمہ ثلاثہ:-

اگر طہارت کا یقین ہو اور ٹوٹنے کے متعلق
شک ہو تو اسکا وضو رہے گا اور اگر بے وضو ہو اور
وضو ہونے کا شک ہو تو بے وضو ہی رہے گا۔
کیونکہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔۔

ریح سے استنجاء۔۔۔

ائمہ اربعہ کے نزدیک ریح نکلنے پر
استنجاء نہیں ہے۔ کیونکہ ریح خود پاک ہے۔۔ وضو اس
لئے توڑ دیتی ہے کہ نجاست کے مقام سے نکلی ہے۔۔

Date: __/__/20

باب 57

نیند سے وضو

جمہور فقہاء حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک
نیند ناقض وضو ہے۔۔ حدیث شریف ہے۔
" اَلْعَیْنُ وِکَاءُ السَّہِ، فَمَنْ نَامَ فَلْیَتَوَضَّأْ "
مگر ہر ایک کے نزدیک نیند کے ناقض وضو ہونے میں تفصیل ہے۔

احناف:-

نیند دو شرطوں سے ناقض وضو ہوتی ہے۔۔
(۱) دونوں سرین خوب جمے ہوئے نہ ہوں۔۔
(۲) ایسی ہیئت پر سویا ہو جو غافل ہو کر نیند آنے کو مانع نہ ہو۔۔
جب یہ دو شرطیں جمع ہوں تو سونے سے وضو ٹوٹ گیا ایک
بھی کم ہو تو نہیں۔

مالکیہ:-

نیند کا اعتبار ہے سونے والے کی حالت کا نہیں وہ چاہے
چت لیٹا ہوں یا کھڑا ہو یا کسی اور حالت میں ہو جب نیند
گہری ہوگی وضو توڑ دے گی چاہے وہ سجدہ میں ہو یا قعدہ میں

Date: __/__/20

شوافع :-

امام شافعی کے 5 اقوال ہیں لیکن صحیح قول درج ہے
اگر زمین یا کسی اور چیز پر سرین جمے ہوئے ہوں تو وضو نہیں ٹوٹے
گا اور اگر جمے ہوئے نہ ہوں تو نماز وغیرہ ٹوٹ جائے گی۔

حنابلہ :-

نیند وضو توڑ دیتی ہے حدیث۔۔ "ولکن من غائط وبول
ونوم" ۔۔۔ حدیث ۔۔۔ "العین وکاء السہ فمن نام فلیتوضا"
اور انسان کی چار حال سے خالی نہیں۔۔

پہلی حالت یا تو چت لیٹا ہوگا یا تکیہ لگا کر یا کوئی سہارا لے کر
ایسی صورت میں وضو ٹوٹ جائے کم سوئے یا زیادہ۔۔

دوسری حالت کسی شئے کا سہارا لئے بغیر بیٹھا ہو تو ایسی حالت
میں تھوڑی نیند سے وضو نہیں ٹوٹے گا اگر نیند گہری ہو جائے تو
وضو توڑ دے گی۔۔

تیسری حالت سونے والا کھڑا ہو تو دوسری حالت کا مسئلہ ہوگا۔
دوسری روایت ہے کہ اس حالت میں تھوڑی نیند بھی وضو توڑ
دے گی۔

چوتھی حالت رکوع یا سجدہ میں ہو۔ اس بارے میں 2 روایتیں
ہیں۔۔ (1) وہ لیٹے ہوئے کے حکم میں ہے کیونکہ مقام حدث کھلا
ہوتا ہے۔۔ ریح خارج ہونے سے رک نہیں سکتا۔۔
(2) وہ بیٹھے ہونے کی طرح ہے تو یہاں نیند کم یا زیادہ ہونے کا مدار عرف
پر ہے کم ہو تو وضو نہ ٹوٹا زیادہ ہو تو ٹوٹ گیا۔

Date: __/__/20

باب 59

آگ سے پکی چیز کا وضوء

ظواہریہ :-

جو کھانا آگ سے پکایا گیا ہو اس سے وضو واجب ہے۔۔

دلیل۔۔ مروی حضرت ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ علیہ السلام
نے "آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرو۔۔"

جمہور :-

کوئی چیز کھانے کے بعد وضو نہیں ٹوٹتا وہ آگ سے بنی
ہو یا نہیں۔۔۔

دلیل۔ حضرت جابر فرماتے ہیں۔
"کان آخر الامرین من رسول اللہ ترک الوضوء مما مست النار"

دلیل۔۔ چاروں خلفاء کا اس پر عمل رہا ہے

دلیل۔۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔۔
کریم آقا علیہ السلام نے بکری کا شانہ تناول کیا پھر نماز
ادا فرمائی اور وضو نہیں فرمایا۔۔۔
(اور حدیث ابوہریرہ میں بیان ہوا وہ منسوخ ہو چکا ہے)

ہو۔ مگر مطلقاً آگ سے پکی چیز کھانے کے بعد وضو کا حکم فرمایا
لیکن رسول اللہ علیہ السلام کا آخری عمل یہی تھا کہ وضو
نہیں فرمایا۔۔

باب (2-6)

شرح جامع ترمذی
12 ص (۱۰)

مس ذکر سے وضوء

احناف :-
حالت وضو میں شرمگاہ چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مالکیہ :- شوافع :-
بدن کے کسی حصہ کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا البتہ ہتھیلی
یا انگلیوں کے پیٹ سے عضو تناسل چھونے سے وضو گیا۔

حنابلہ :-
3 اقوال ہیں مگر ان کا راجح قول یہی ہے کہ
وضو نہیں رہے گا۔ من مس الذکر فلیتوضا

ہمارے دلائل :-
حدیث۔ حضرت قیس کو انکے والد نے حدیث بیان کی ہے۔
اَنَّ رَجُلاً سَأَلَ رسول اللہ عَنْ رَجُلٍ مَسَّ ذَکَرَہُ اَیَتَوَضَّأُ قَالَ ھَلْ

باب

اونٹ کے گوشت سے وضو

احناف۔ شوافع :-
اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔
اور اس وضو کو کھانے کے وضو پر محمول کیا گیا ہے۔۔

مالکیہ۔ حنابلہ
واجب ہے کہ وہ بندہ وضو کرے جو اونٹ
کا گوشت کھائے۔۔ اس باب کی حدیث انکی دلیل ہے۔

ہماری دلیل :-
← اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد علماء نے وضو کا حکم ہاتھ دھونے
پر محمول فرمایا ہے کیونکہ اسے بھی وضو کہا جاتا ہے جیسا کہ۔۔
"حدیث مبارکہ ہے کہ کھانے سے پہلے کا وضو محتاجی دور
کرتا ہے اور بعد کا وضو صغیرہ گناہ مٹاتا ہے۔"
اگر حضور علیہ السلام کا مقصود نماز کا سا وضو ہوتا تو
الفاظ یوں ہوتے " جس نے صحبت کی اور منی نہیں نکلی تو وہ
وضو کرے جیسے نماز کیلئے کرتا ہے اور اپنا عضو دھوئے "

← یہ بھی ہے کہ ممکن ہے کہ حضور علیہ السلام کی مراد نماز جیسا
وضو ہو۔ اور اس وقت اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد حکم وضو

Scanned with CamScanner

تَوَارُهُ بِقِطْعَةٍ مِنْ جَسَدِكَ ۔

حدیث ۔ عن ابنِ عباسٍ قال مسُّ الذکرِ وانت فی الصلاۃ ما اُبالی مَسِسْتُهُ أو مَسِسْتُ أنفی ۔

حدیث ۔ حضرت ابن مسعود سے کسی نے مس ذکر کے بارے پوچھا تو فرمایا کہ "اِنْ کَانَ نَجِسًا فَاقْطَعْهُ"

باب (۶۵)

بوسہ لینے سے وضو

احناف:-

حالت وضو میں بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا ..

مالکیہ:-

منہ کا بوسہ ہر صورت ناقض وضو ہے کیونکہ غالب طور پر یہ لذت کی جگہ ہے جب تک کہ لذت کو بھڑنے کا قرینہ نہ ہو ...

منہ کے علاوہ کسی مقام کا بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا جب لذت موجود ہو ....

شوافع:-

وضو ٹوٹ جائے گا .. ملامسہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے .. کہ مرد عورت کا جسم یوں ایک دوسرے کا چھو جائے کہ درمیان میں کوئی رکاوٹ نہ ہو .. شہوت ہو یا نہ ہو ...

حنابلہ:-

جب بوسہ شہوت ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا ..

دیگر ائمہ کی دلیل:-

(آیت ہے " اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ)

دلائل احناف:-

حدیث ۔ عن عائشۃ اَنَّ النبیَّ قبّلھا ولم یتوضأ

حدیث ۔ عن عائشۃ اَنَّ رسولَ اللہ کان یتوضأ ثم یُقبِّل ویُصلّی ولا یتوضأ ..

← عن ابن عباس ۔ اَنَّهُ کان لا یریٰ فی القُبْلۃِ وُضُوءًا

جواب ۔ آیت میں مس سے مراد جماع ہے ۔ یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے ..

باب

قے سے وضو کے بارے میں

احناف :-

اگر کڑوے پانی کی یا کھانے کی یا پانی کی منہ بھر قے آئی تو وضو لازم ہے۔

مالکیہ :-

لازم نہیں ہے۔

شوافع :-

سبیلین کے علاوہ کسی مقام سے کوئی چیز نکلی مثلاً رگ سے یا حجامہ کروانے سے خون نکلا یا قے یا نکسیر آئی تو وضو لازم نہیں ہے ..

حنابلہ :-

پیشاب اور پاخانہ کے علاوہ اور کثیر نجس ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا جیسے قے ... حدیث "اِنَّهُ قَاءَ فَتَوَضَّأَ"

دلیل امام شافعی و مالک :-

حدیث ہے۔ حضور علیہ السلام نے قے فرمائی پھر منہ مبارک دھویا تو عرض کیا گیا کیا آپ نماز جیسا وضو نہیں کریں گے؟

تو فرمایا کہ قے کا وضو یہی ہے۔

حضرت عمر کو جب نیزہ مارا گیا تو آپ اس حال میں نماز پڑھتے رہے کہ آپ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا ...

دلائل احناف :-

حدیث ابو امامہ باہلی سے مروی ہے۔ رسول پاک علیہ السلام نے فرمایا ہم پر وضو ان چیزوں سے فرض ہے جو باہر نکلیں ان سے نہیں جو اندر داخل ہوں ..

اس حدیث پاک میں وضو فرض ہونے کو جسم کے کسی خاص حصہ کے ساتھ مختص نہیں فرمایا ... لہذا سبیلین کی قید درست نہیں

حدیث حضرت عائشہ سے مروی ہے ..

جسے نماز میں قے یا نکسیر آئے تو وہ پھر جائے اور وضو کرے

نکسیر سے وضو :-

مالکیہ شوافع :-

اس سے وضو نہیں ٹوٹتا ..

حنابلہ :-

اگر خون زیادہ ہو تو وضو جاتا رہا ...

احناف :-

اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ..

Scanned with CamScanner

Date: __/__/20

باب

نبیز سے وضو کرنا

احناف:-

امام اعظم کے نبیذ کے متعلق تین قول ہیں۔

1۔ اس سے وضو کرے گا اور ساتھ مستحب ہے کہ تیمم کرے۔

2۔ وضو اور تیمم دونوں کرے

3۔ صرف تیمم کرے۔ یہی راجح قول ہے۔ اور یہی قول امام ابو یوسف اور ائمہ ثلاثہ کا ہے۔

مالکیہ:- شافعیہ:- حنابلہ:-

نبیذ سے وضو کسی صورت جائز نہیں

دلیل:- رفع حدث پانی سے ہی ہو سکتا ہے اسکے علاوہ کسی مائع شے نہیں ہو سکتا۔

آیت ہے کہ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا

جب پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو

رب تعالیٰ پانی کی عدم موجودگی میں تیمم کی طرف جانے کا حکم دیا...... تو جب پانی نہیں تو تیمم ہو گا...

دوسری بات یہ کہ حالت اقامت میں اور پانی کی موجودگی میں اس سے وضو جائز نہیں۔ کیونکہ یہ پانی تو نہیں نہ۔ لہذا اسکا حکم سرکے اور شوربے جیسا ہو گا۔

Date: __/__/20

حدیث لیلۃ الجن کا جواب:-

1:- آیت تیمم کی وجہ سے اس حدیث پر عمل نہیں ہو گا کیونکہ آیت حدیث سے زیادہ قوی ہے

2:- حدیث آیت کی وجہ سے منسوخ ہے کیونکہ آیت مدنی ہے اور حدیث لیلۃ الجن مکی ہے۔

3:- یہ حدیث ضعیف ہے اسکی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حضرت ابن مسعود سے حضرت علقمہ کی سند مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں میں لیلۃ الجن کو رسول اللہ کے ساتھ نہیں تھا کاش میں اس رات ان کے ساتھ ہوتا میری یہ تمنا تھی۔

4:- علماء احناف کا کہنا ہے کہ یہ حدیث اصول و قواعد کے خلاف ہے

5:- علامہ نووی شافعی فرماتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے محدثین کا اجماع ہے۔

Date: __/__/20

بابٌ

دودھ پینے کے بعد کلی کرنا

حضرت ابن عباس فرماتے نبی پاک علیہ السلام دودھ پیا تو پانی منگوا کر کلی کی ...

حنفیہ۔ مالکیہ۔ شافعیہ کے ہاں دودھ پینے کے بعد کلی کرنا مستحب ہے .. حنابلہ کی ایک روایت کہ اونٹ کا دودھ ناقض وضو ہے۔ ایک روایت کے مطابق ہر قسم کے دودھ کے بعد صرف کلی کا حکم ہے۔

بہرحال یہ مستحب ہے تاکہ قراءت قرآن اور دیگر اذکار میں منہ پاک صاف رہے

Date: __/__/20

بابٌ 68

کتے کے جوٹھے کے بارے میں

شوافع۔ حنابلہ :-

اگر کتا جب پانی کے برتن میں منہ ڈالے تو پانی ناپاک ہو جائے گا ... تو برتن کو سات بار دھویا جائے گا ان میں پہلی بار مٹی سے مانجھا جائے گا...

دلیل اِذَا وَلَغَ الْکَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ فَلْیُغْسِلْہُ سَبْعًا اِحْدَاھُنَّ بِالتُّرَابِ

امام مالک :-

اگر کتا پانی میں منہ ڈال دے تو وہ پانی پاک ہی رہے گا، پینے کے قابل ہے اور پھر اس برتن کو سات بار دھویا جائے گا یہ مستحب ہے اور امر تعبدی ہے

احناف :-

کتا کے جھوٹے برتن کو 3 بار دھویا جائے گا

دلیل۔ حدیث پاک ہے کہ "یُغْسَلُ الْاِنَاءُ مِنْ وُلُوْغِ الْکَلْبِ ثَلَاثًا"

کتا جب برتن میں منہ ڈالے تو اسے تین بار دھویا جائے گا

ائمہ ثلاثہ کا جواب :- حدیث میں ہے کہ کتا جب برتن میں منہ ڈال دے تو اسے تین بار دھویا جائے گا۔ اور کتے کی زبان پانی سے لگی برتن سے لیکن جب برتن ناپاک ہو گیا تو پانی بھی

ادنی ناپاک ہو جائے گا۔ لہذا امام مالک کا کتے کے جھوٹے کو پاک قرار دینا درست نہیں ...

اور رہا تعداد کا مسئلہ تو وہ ہمارے ہاں 3 بار ہی ہے ..
اور حدیث امام شافعی ابتدائے اسلام پر محمول ہے

اور ہماری دلیل وہ حدیث جو امام طحاوی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی کہ "انہ یغسل من ولوغ الکلب ثلاث مرات"

حضرت ابوہریرہ نے ہی 7 بار دھونے والی حدیث روایت کی .
تو ہمارے ہاں قاعدہ ہے کہ جب راوی کا عمل یا فتوی اپنی روایت کے خلاف ہو تو اسکی روایت دلیل نہیں بن سکتی ..
کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی صحابی حدیث سنے اور اس کا عمل حدیث کے خلاف ہو ..

باب 69

بلی کا جوٹھا

ائمہ اربعہ کے نزدیک بلی کا جوٹھا پاک ہے .. ہاں احناف میں مکروہ اور غیر مکروہ کا اختلاف ہے ..

احناف :-

طرفین — پاک ہے لیکن مکروہ تنزیہی ہے ..

امام ابو یوسف — مکروہ نہیں ہے ..

امام ابو یوسف فرماتے ہیں .. حدیث ہے کہ بے شک نبی علیہ السلام نے بلی کے لئے برتن جھکاتے تھے اور بقیہ پانی نوش فرماتے اور اس سے وضو بھی فرماتے .. نیز حدیث ہے کہ بلی ناپاک نہیں وہ تو تم پر بکثرت چکر لگانے والوں میں سے ہے ..

طرفین فرماتے ہیں .. حضور علیہ السلام نے فرمایا بلی درندہ ہے . نیز فرمایا یغسل الاناء من ولوغ الھرۃ مرۃ ...
اور امام طحاوی فرماتے ہیں کہ بلی زبان سے پانی پیتی ہے اور اسکی زبان پر تھوک ہوتا ہے اور تھوک جسم سے بنتا ہے اور بلی کا جسم ناپاک ہے لہذا اسکا لعاب بھی ناپاک ہونا چاہیے ~~لیکن گھروں میں~~
اور اسی وجہ سے جوٹھا بھی ناپاک ہونا چاہیے لیکن گھروں میں آنے جانے کی وجہ سے ناپاک نہیں کہا البتہ مکروہ ضرور کہا ہے۔

باب

موزوں پر مسح کرنا :

تمام مسلمانوں - عام فقہاء - عام صحابہ کے نزدیک موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔

دلیل۔ یَمْسَحُ الْمُقِیْمُ عَلَی الْخُفَّیْنِ یَوْمًا وَ لَیْلَۃً وَالْمُسَافِرُ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ وَ لَیَالِیْھَا

یہ حدیث مشہور ہے اسے صحابہ کی کثیر جماعت نے روایت کیا ہے حضرت حسن بصری نے فرمایا میں 70 بدری صحابہ کی زیارت کی۔ ان میں سب کی رائے تھی یہ موزوں پر مسح جائز ہے۔۔

باب

مسافر و مقیم کیلئے مدت مسح

مالکیہ:-

مسح کی کوئی مدت مقرر نہیں۔ جب تک موزے نہ اتار لے یا غسل نہ فرض ہو جائے تو مسح کر سکتا ہے البتہ مستحب ہے کہ ایک ہفتہ سے زیادہ مسح نہ کرے۔۔۔

دلیل:- عمار بن یاسر کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں موزوں پر 1 دن مسح کروں؟ فرمایا "ہاں" میں نے کہا 2 دن؟ فرمایا "ہاں"۔ یہاں تک کہ سات دن تک سوال کیا تو جواب میں ہاں فرمایا... اور فرمایا کہ جب تک تم سفر میں ہو تو جب تک جی چاہے مسح کرو...

ائمہ ثلاثہ :-

مسح کی مدت معین ہے۔ مقیم کے لئے ایک دن ایک رات۔۔ مسافر کے لئے 3 دن 3 رات۔۔۔

حدیث:- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔۔۔

اَنَّ النَّبِیَّ جَعَلَ لِلْمُسَافِرِ اَنْ یَّمْسَحَ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ وَ لَیَالِیَھُنَّ وَ لِلْمُقِیْمِ یَوْمًا وَ لَیْلَۃً

حدیث حضرت خزیمہ بن سے مروی ہے

اَنَّہُ (صلی اللہ علیہ وسلم) سُئِلَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ؟ فَقَالَ :... لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَۃٌ وَ لِلْمُقِیْمِ یَوْمٌ

حدیث امام مالک :-

1-- یہ حدیث شاذ ہے اسکی وجہ سے مشہور احادیث نہیں چھوڑ سکتے۔۔۔

2-- کریم آقا علیہ السلام کا مقصد تھا کہ مسح کا حکم منسوخ نہیں ہوا ہے بلکہ ہمیشہ کے لئے ہے۔۔۔

باب 72-73

موزوں کے اوپر مسح کرنا

احناف :-

موزوں کے اوپر مسح کرنا فرض ہے نیچے مسح کرنے سے مسح ادا نہیں ہوگا۔ کیونکہ مسح کی جگہ پاؤں کے اوپر والا حصہ ہے۔

دلیل :-

حدیث عن مغیرہ بن شعبہ رض قال رأیت النبی ﷺ یمسح الخفین علی ظاہرہما۔۔

حضرت علی فرماتے ہیں اگر دین رائے ہوتا تو موزوں کے نیچے مسح کرنا اوپر مسح کرنے سے بہتر ہوتا لیکن میں نے رسول اللہ کو موزوں کے اوپر مسح کرتے دیکھا۔۔

امام احمد کا بھی یہی قول ہے۔۔

شوافع :-

موزوں کے اوپر اور نیچے مسح کرنا سنت ہے

حضرت مغیرہ کہتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے موزوں کے اوپر اور نیچے مسح فرمایا۔

امام مالک کا بھی یہی قول ہے۔

باب 74

چمڑوں کے علاوہ موزوں پر مسح

احناف :-

امام اعظم کے نزدیک اسی موزے پر مسح جائز ہے جو چمڑے کا ہو یا کم از کم اسکا تلا چمڑے کا ہو۔

صاحبین کے نزدیک اگر وہ چمڑے کے نہ ہوں لیکن وہ دبیز ہوں کہ پانی ان میں فوراً سرایت نہ کرے تو مسح جائز ہے۔۔

کیونکہ روایت ہے "ان النبی علیہ السلام مسح علی جوربیہ"

اور آخری عمر میں امام صاحب نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع فرمایا لیا تھا۔۔

شوافع :-

بغیر چمڑے کے موزوں پر مسح جائز ہے لیکن شرط ہے کہ وہ موٹے ہوں اور ان کا تلا چمڑے کا ہو۔۔

امام مالک :-

اگر موزے چمڑے کے ہوں تو مسح جائز ہے ورنہ نہیں

امام احمد :-

وہ موزے جو بنا چمڑے کے ہوں ان میں چلا جاسکتا ہو نیز وہ پاؤں کے ساتھ چپکے ہو تو مسح درست ہے۔

Date: __/__/20__

باب [75]

عمامہ پر مسح کرنا

حنابلہ:-

عمامہ پر مسح جائز ہے۔

دلیل:- حدیث۔ حضرت بلال نے فرمایا "رَأَیْتُ النَّبِیَّ مَسَحَ عَلَیٰ عِمَامَتِہٖ"۔۔

حدیث۔ حضور علیہ السلام نے جب لشکر روانہ کیا تو انہیں حکم دیا کہ وہ عمامے اور موزہ پر مسح کریں۔۔

حدیث۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے۔۔ تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَ مَسَحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ وَ الْعِمَامَۃِ

ائمہ ثلاثہ:-

صرف عمامہ پر مسح جائز نہیں

حدیث۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ حَسَرَ الْعِمَامَۃَ عَنْ رَأْسِہٖ وَ مَسَحَ عَلٰی نَاصِیَتِہٖ"

حدیث بلال۔ چونکہ حضور علیہ السلام نے عمامہ کبھی رکھا نہیں تھا اتار کر۔۔ اور حضرت بلال دور ہوں تو انہیں سمجھا کہ مسح عمامہ پر ہی کیا ہے۔۔

لشکر والی حدیث۔ اسکی تاویل یہ ہے کہ عمامہ پر مسح عذر کی وجہ صرف ان کے خاص تھا۔ اور بے شک نبی علیہ السلام جسکے لیے چاہیں مخصوص کر دیں۔۔

Date: 28/7/2024

آیت:-

[illegible]

ترجمہ

اس آیت میں بغیر کسی رکاوٹ کے سر کے مسح کا حکم دیا ہے

حدیث نبی علیہ السلام وضو کیا اور سر کا مسح کیا۔۔

اور فرمایا۔۔ ھٰذَا وُضُوْءٌ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ الصَّلَاۃَ اِلَّا بِہٖ

باب [82]

جو تری پائے لیکن احتلام یاد نہیں

اس پر تمام ائمہ کا اجماع ہے کہ جس نے تری دیکھی ہو اگرچہ احتلام یاد نہ ہو اس پر غسل فرض ہے۔ اور اگر احتلام یاد نہیں اور تری ہے۔ تب بھی فرض ہے۔

Date: 28/7/2024

باب 82

جو تری پائے لیکن یاد نہیں کہ احتلام ہوا ہے

ائمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص تری پائے لیکن اسے یاد نہیں کہ احتلام ہوا کہ نہیں تو اس پر غسل فرض ہے۔
اور اگر احتلام یاد ہو لیکن تری نہ ہو تو غسل فرض نہیں۔

علامہ امین ابن عابدین شامی نے اسکی صورتیں ذکر فرمائی ہیں
بیداری پر تری دیکھی تو 14 صورتیں ہیں۔

(احتلام یاد ہے)

1	2	3	4
یقین ہے منی کا	یقین ہے مذی کا	یقین ہے ودی کا	شک ہے منی ہے کہ مذی ہے

5	6	7
شک ہے منی ہے یا ودی	شک ہے مذی ہے یا کہ ودی ہے	شک ہے منی ہے مذی ہے یا ودی ہے

Date: / /20

(احتلام یاد نہیں)

8	9	10	11
یقین ہے منی کا	یقین ہے مذی کا	یقین ہے ودی کا	شک ہے منی ہے کہ مذی

12	13	14
شک ہے منی ہے کہ ودی	شک ہے مذی ہے یا ودی	شک ہے منی ہے یا مذی یا ودی

7 صورتوں میں غسل فرض ہو جائے گا۔

١ تری کا یقین ہو کہ مذی ہے، احتلام یاد ہی ہے۔
٢ منی یا مذی ہونے میں شک ہے، احتلام یاد ہے۔
٣ منی یا ودی ہونے میں شک ہے، احتلام یاد ہے۔
٤ مذی یا ودی ہونے میں شک ہے، احتلام یاد ہے۔
٥ منی، ودی، مذی میں شک ہے احتلام یاد ہے۔
٦ منی ہونے کا یقین ہے اور احتلام یاد ہے۔
٧ منی ہونے کا یقین ہے اگرچہ احتلام یاد نہیں۔

Scanned with CamScanner

Date: __/__/20

مندرجہ 4 صورتوں میں غسل نہیں بالاتفاق :-

۱ ودی ہونے کا یقین ہے احتلام یاد ہے۔
۲ ودی ہونے کا یقین ہے احتلام یاد نہیں۔
۳ مذی ہونے کا یقین ہے مگر احتلام یاد نہیں ۔
۴ مذی یا ودی ہونے میں شک ہے مگر احتلام یاد نہیں ۔

3 ایسی صورتیں جن میں اختلاف ہے

۱ اگر شک ہے کہ منی ، مذی یا ودی ہے مگر احتلام یاد نہیں ۔
۲ شک ہے منی ہے کہ مذی ہے مگر احتلام یاد نہیں ۔
۳ شک ہے مذی یا ودی ہیں - اور احتلام یاد نہیں ۔

طرفین :- کے تینوں صورتوں میں احتیاطاً غسل واجب ہے

امام ابو یوسف :- کے موجب کے شک کی وجہ سے غسل واجب نہیں ہے

منی :- وہ گاڑھا سفید پانی جسکے خروج سے ذکر کی ختم ہوجاتی ہے

مذی :- وہ رقیق سفیدی مائل پانی جو بیوی ملاعبت کے وہ نکلتا ہے ۔

ودی :- وہ سفید پتلا پانی جو پیشاب کے بعد نکلتا ہے ۔

Date: __/__/20

باب 85

اگر مذی کپڑے کو لگ جائے :

اجماع کیساتھ مذی ناپاک ہے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس سے غسل فرض نہیں ہوتا ۔۔

جس حصے پر مذی لگ جائے تو **احناف، شوافع، مالکیہ** کے نزدیک صرف اسی حصے کو دھونا واجب ہے ۔ جبکہ **امام احمد** کے عضو تناسل مع خصتیں دھونا ضروری ہے ۔

جہاں بھی مذی لگے وہاں **امام احمد** کے صرف پانی چھڑکنا کافی ہے جبکہ ایک روایت کے مطابق دھونا ضروری ہے ۔

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک دھونا ضروری ہے ۔۔

باب 86

کپڑے سے منی کو دھونا

شوافع۔ حنابلہ:-

ان کے نزدیک منی پاک ہے

حدیث۔ رُوِیَ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّھَا کَانَتْ تَفْتُ الْمَنِیَّ عَنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَ ھُوَ یُصَلِّی

حدیث۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کُنْتُ اَفْرُکُ الْمَنِیَّ عَنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَیُصَلِّیْ فِیْہِ

عقلی دلیل:- منی انسان کے پیدائش کی اصل ہے جیسے مٹی ہے۔ لہذا مٹی کیطرح یہ بھی پاک ہے۔

احناف۔ مالکیہ:-

امام مالک کے ہاں انبیاء اکرام کے علاوہ سب کی منی ناپاک ہے
بہر حال احناف اور مالکیہ کے ہاں منی اگر خشک ہے تو اسکے کھرچنے سے جگہ پاک ہو جائے گی اگر تر ہو تو دھونا ضروری ہے
ہمارے ہاں منی مطلقا ناپاک ہے۔

دلائل احناف:-

حدیث:- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے کپڑوں سے منی دھوتی پس آپ نماز کو تشریف لے جاتے۔

حدیث:- حضرت عمار بن یاسر فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ پانچ چیزوں سے کپڑا دھویا جاتا ہے ان پانچ چیزوں میں ایک نے منی کا ذکر بھی فرمایا۔

← حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ منی پیشاب کی طرح ناپاک ہے۔

← منی درحقیقت خون ہے جس شہوت کی گرمی سے پک کر دوسری حالت اختیار کرلی ہے۔ اسی کثرت جماع کی وجہ جسکی شہوت کم ہو جائے تو پھر منی کی بجائے سرخ خون نکلتا ہے۔

حدیث عائشہ کا جواب:-

اس حدیث میں جو عمل موجود ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا دوران نماز حضور علیہ السلام کے کپڑوں سے منی کھرچتی تھیں ... یہاں اسکا کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ خبر ہے اور حضور علیہ السلام کا حکم واجب ہونے میں حضرت عائشہ کی خبر سے مؤکد ہے۔

انسان کی پیدائش منی سے ہے لہذا مٹی کی طرح یہ بھی پاک ہے اسکا جواب یہ ہے کہ ایسا ہونا ممکن ہے کہ انسان

ناپاک چیز سے بنا ہو جبکہ نجاست کے دوسری حالت اختیار کرنے کی وجہ سے پاک ہو گیا ہو۔

کیونکہ کوئی چیز کبھی ناپاک ہوتی ہے اور اس سے پاک چیز بنتی ہے جیسا کہ دودھ خون سے بنتا ہے۔ اور اسکی اصل خون ہے۔ اور انسان کی پیدائش کی اصل علقہ (خون کا لوتھڑا) اور مضغہ (گوشت کا ٹکڑا) ہے کیونکہ انسان کی پیدائش ان دونوں سے ہوتی ہے اگرچہ یہ دونوں ناپاک ہیں۔

باب 78-77

غسل جنابت سے پہلے سونا

اس باب کی تمام احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جنبی کا غسل سے قبل کھانا پینا سونا اور جماع جائز ہے۔ اور اجماع ہے کہ جنبی کا پسینہ اور جسم پاک ہے۔

اور مستحب ہے کہ کھانے پینے سونے جماع قبل جنبی وضو کرلے۔

اور بنا وضو کے یہ کام کرنا مکروہ ہے۔

اور یہ بھی ظاہر ہوتا کہ ان امور سے قبل وضو واجب نہیں۔

Date: __/__/20

حدیث :-

"جنابت کی حالت میں حضور علیہ السلام سوتے اور پانی نہ چھوتے"

یہ ضعیف ہے (شرح ترمذی ج 1 ص 461)۔

اور اگر صحیح ہو بھی تو اسکے 2 جواب ہیں۔

1) امام ابو العباس بن سریج اور ابو بکر بیہقی نے فرمایا کہ پانی نہ چھونے سے مراد غسل نہ کرنا ہے۔

2) بعض اوقات بیان جواز کیلئے پانی نہ چھوتے اگر اس عمل ہمیشگی اختیار فرماتے تو اس سے وہم ہوتا کہ وضو واجب ہے

← تمام ائمہ کے نزدیک جنبی کے لئے سونے سے قبل وضو کرنا مستحب ہے۔

Scanned with CamScanner

باب 92

پانی نہ ملنے کی صورت میں جنبی کیلئے تیمم

احناف، مالکیہ، شوافع، حنابلہ سب کے ہاں حالتِ عذر میں تیمم وضو کے لئے بدل بن سکتا ہے۔۔

:- جنبی کے پاس کم ہو تو :-

امام شافعی:-

اگر پانی ہو لیکن طہارت کو کافی نہ ہو تو اس پانی کو استعمال کرے پھر تیمم کرے۔ کیونکہ فرمایا "فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا" "اگر پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو" اس کے پاس تو پانی موجود ہے۔۔ لہذا پہلے اسے استعمال کرے۔

حنابلہ:-

پہلے موجودہ پانی کو استعمال کرے پھر بقیہ اعضاء کا تیمم کرے۔۔

مالکیہ:-

اگر جنبی کے لئے اتنا پانی ہے جو وضو کو کافی ہے تو تیمم کرلے۔۔۔ پہلے یا بعد میں وضو نہ کرے بلکہ نجاست دھولے۔

احناف:-

بیمار ہے ہاں وہ تیمم کرلے۔۔

(فلم تجدوا ماءً) میں پانی سے مراد وہ پانی ہے جو انسان کو پاک کر دے۔۔

باب 93

مستحاضہ کے احکام

حیض

وہ خون جسے البتہ بالغہ عورت کا رحم باہر پھینکے جو بیمار نہ ہو نہ حاملہ ہو اور نہ ہی نا امیدی کی عمر کو پہنچی ہو۔۔ اس کی کم از کم مدت 3 دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے

نفاس

وہ خون جو بچہ کی پیدائش کے بعد نکلتا ہے زیادہ سے زیادہ مدت 40 دن ہے۔ کم مدت مقرر نہیں۔

استحاضہ

وہ خون ہے جو حیض کی صورت میں تین دنوں سے کم اور دس دنوں سے زیادہ ہو جبکہ نفاس کی صورت میں چالیس دن سے زیادہ ہو۔ اور اگر عورت کی عادت

مقرر ہو اور خون عادت سے اتنا بڑھ گیا ہو کہ حیض نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت بھی گزر گئی تو عادت سے زیادہ جو خون آیا وہ استحاضہ ہے۔۔

حیض اور طہر کی اقل اور اکثر مدت

احناف:-

کم از کم مدت حیض 3 دن 3 رات ہے۔۔

زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔۔۔۔۔۔۔

حضرت ابو امامہ باہلی کی روایت ہے

حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

أَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَأَكْثَرُهُ عَشَرَةُ أَيَّامٍ

اور طہر کی مدت کم از کم 15 دن ہے۔۔۔۔۔

حدیث " أَقَلُّ مَا بَيْنَ الْحَيْضَتَيْنِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا

شوافع:- حنابلہ:-

کم از کم مدت 1 دن ہے اور زیادہ سے زیادہ 15 دن ہے۔

مالکیہ:-

حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت 15 دن ہے کم از کم مدت کوئی نہیں۔

Scanned with CamScanner

مستحاضہ کب غسل کرے

مستحاضہ کے لئے کسی وقت یا نماز کے لئے غسل واجب نہیں۔ مگر جب حیض کی مدت مکمل ہو جائے تو ایک بار غسل واجب ہے

باب 96

حائضہ کی نماز کی قضاء

جب حیض آئے تو نماز پڑھنا حرام ہو جائے گا اور روزہ بھی منع ہو جائے گا۔۔ بعد میں نماز کی قضاء نہیں ہے۔ جبکہ روزے کی قضاء کرنا لازم ہے۔

حدیث :- تَقْعُدُ اِحدٰاهُنّ شَطْرَ عُمُرِهَا لا تَصُوْمُ و لا تُصَلِّيْ

حدیث 1: حضرت عائشہ سے مروی ہے

کنا نحیض عند رسول اللہ فلا نقضی الصلاۃ و لا نؤمر بالقضاء

2) کنا نؤمر بقضاء الصوم و لا نؤمر بقضاء الصلاۃ

باب 98

حائضہ کا تلاوت قرآن

احناف - شوافع - امام احمد

جنبی اور حائضہ کو تلاوت قرآن کی اجازت نہیں ہے حدیث ابن عمر۔۔ اَنَّ النَّبِیَّ کان نَھَی الحائض والجنب عن قراءۃ القرآن

امام مالک :-

جنبی کے لئے یہی حکم ہے جبکہ حائضہ کے لئے جائز ہے۔

باب 99

حائضہ سے مباشرت

اس باب کی حدیث میں مباشرت کا مطلب ہے جسم کو جسم سے مس کرنا۔ جماع مراد نہیں کیونکہ حائضہ سے تو جماع حرام ہے۔ لہذا حائضہ سے مباشرت یعنی ملامسہ جائز ہے یعنی مرد کی کھال عورت کی سے مس ہو جائے۔۔

Scanned with CamScanner

Date: __/__/20

باب ۱۰۲

حائضہ سے ہم بستری و لواطت

حائضہ سے جماع یا دبر میں لواطت حرام ہے۔۔

آیت۔ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰئِثَ۔۔

حدیث۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ لَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِيْ اَعْجَازِهِنَّ

حدیث۔ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰى رَجُلٍ جَامَعَ امْرَاَتَهٗ فِيْ دُبُرِهَا

آیت۔ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ

باب ۱۰۳

نفاس کی مدت

احناف کے نزدیک اکثر مدت ۴۰ دن ہے۔۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے۔ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِلنُّفَسَاءِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا

حنابلہ کا بھی یہی موقف ہے

امام مالک و شافعی کے یہاں ۶۰ دن اکثر مدت ہے۔

Scanned with CamScanner